www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

میں آپ نے متعدد ضخیم کتب تصنیف کر ڈالیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مختلف اخبارات و جرائد مثلاً ترجمان الحدیث، محدّث، منہاج وغیرہ سے قلمی تعاون بھی جاری رہا ــ اب تک یہ سلسلہ جاری ہے اور "محدّث" کے تو آپ مستقل لکھنے والوں میں سے ہیں۔ طرفہ یہ کہ لاہور میں اپنی رہائش گاہ کے ساتھ ہی لڑکیوں کے ایک دینی مدرسہ (جو آپ کی اہلیہ مرحومہ کی یادگار ہے اور ان کے لیے صدقۂ جاریہ!) کے مہتمم بھی ہیں اور بڑی خوبی سے اس کے جملہ انتظامات سنبھالے ہوئے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ ایک تن تنہا آدمی کس طرح ان گوناگوں ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو رہا ہے؟ مختصراً، مولانا اپنی ذات میں گویا ایک پوری انجمن ہیں اور اس بڑھاپے میں بھی کارکردگی اور صحت کے لحاظ سے نوجوانوں تک کے لیے قابلِ رشک! ــ حقیقت یہ ہے کہ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جیسا کہ ذکر ہوا، مولانا کیلانی صاحب بس ایک کامیاب خوشنویس تھے، اور کسی بھی مدرسہ کے باقاعدہ فارغ التحصیل نہیں ــ اس کے باوجود جب آپ علمی میدان میں اترے تو انتہائی دقیق اور مشکل ترین موضوعات پر قلم اٹھایا اور پھر ان کا حق بھی ادا کر دیا ــ زیرِ نظر کتاب سے قبل آپ کی کئی کتابیں منظرِ عام پر آ کر قارئین سے زبردست خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں، جن میں اسلام کا ضابطۂ تجارت، خلافت و جمہوریت، آئینۂ پرویزیت، عقل پرستی اور انکارِ معجزات، شریعت و طریقت اور مترادفات القرآن بالخصوص قابلِ ذکر ہیں ــ مؤخر الذکر "مترادفات القرآن" تو اپنی طرز کا ایک ایسا منفرد، علمی شاہکار ہے، جسے اللہ نے چاہا تو شہرتِ دوام حاصل ہو گی۔ ایک ہزار سے زائد صفحات کی اس کتاب میں آپ نے قرآنِ مجید کے ہم معنی اور مترادف الفاظ کے معانی کا فرق بتلایا ہے ــ مثلاً "ڈرنے" کے معنوں میں قرآنِ مجید میں "خوف، خشیۃ، حذر، وجل، وجس، تقویٰ اور رھب" وغیرہ مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ آپ نے ان تمام الفاظ کا ذیلی فرق واضح کیا اور حتی الامکان یہ بتلایا ہے کہ قرآنِ مجید کے فلاں مقام پر ان میں سے فلاں لفظ کے استعمال میں کیا حکمت اور مصلحت ہے؟ ــ قرآنِ مجید کی یہ ایک ایسی خدمت ہے جو ایک طرف اگر قرآنِ مجید کے طالب علموں کے لیے انتہائی نفع بخش ثابت ہو گی، تو دوسری طرف ان شاء اللہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہو گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنۡ یَّاۡتِیۡہِ عَذَابٌ یُّخۡزِیۡہِ وَیَحِلُّ عَلَیۡہِ عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ۔ (۳۹/۴) — کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے؛

۳۔ ھَبَطَ : کسی چیز کا قہرًا یا اضطرارًا نیچے اتر آنا یا گرنا یا نکلنا جیسے پتھر بلندی سے گرتا ہے (مف) بے اختیار ہو کر نکلنا، اپنے مرتبہ سے فروتر ہونا اور بلندی سے پستی کی طرف جانا، سب اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ اب ان کی مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

(۱) کسی سواری سے نیچے اترنا کے لیے:

قِیۡلَ یٰنُوۡحُ اہۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَکٰتٍ عَلَیۡکَ (۱۱/۴۸) — حکم ہوا کہ نوح! ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر (نازل کی گئی ہیں) اتر آؤ۔

(۲) کسی چیز کا اضطرارًا و قہرًا نیچے اترنا۔

وَاِنَّ مِنۡہَا لَمَا یَہۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ۔ (۲/۷۴) — اور (پتھروں میں سے) کچھ ایسے ہیں کہ خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔

(۳) مرتبہ سے فروتر ہو کر نکلنے کے لیے:

فَاَزَلَّہُمَا الشَّیۡطٰنُ عَنۡہَا فَاَخۡرَجَہُمَا مِمَّا کَانَا فِیۡہِ وَقُلۡنَا اہۡبِطُوۡا بَعۡضُکُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ۔ (۲/۳۶) — پھر شیطان نے ان دونوں (آدم و حوا) کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش و نشاط) میں تھے۔ اس سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ یہاں سے نکل جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔

اس مفہوم کو ایک شاعر نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے:

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن — بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے!

ماحصل: (۱) نزل کا لفظ عام ہے۔ تنزّل، وحی و احکاماتِ الٰہی اور شیطانی القاء وغیرہ کے آتا ہے۔

(۲) حَلَّ: کسی مقام پر اترنے کے لیے۔

(۳) ھبط: قہرًا یا اضطرارًا کسی جگہ سے اترنے، گرنے یا نکلنے کے لیے آتا ہے۔

اتارنا: کے لیے نَزَلَ سے اَنۡزَلَ اور نَزَّلَ، حَلَّ سے اَحَلَّ اور اس کے علاوہ وَضَعَ اور خَلَعَ کے الفاظ آتے ہیں:

۱۔ اَنۡزَلَ اور نَزَّلَ: بعض علماء کا خیال ہے کہ اَنۡزَلَ کا لفظ بلندی سے کوئی چیز یکبارگی اتارنے کیلیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ارشاد باری ہے:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ (۹۷/۱) — ہم نے قرآن کریم کو لیلۃ القدر میں اتارا۔

اور یہ تو ظاہر ہے کہ قرآن کریم یکبارگی نازل نہیں ہوا۔ اس کی توجیہہ یہ ہے کہ قرآن کریم اس رات کو آسمان دنیا پر تو یکبارگی نازل ہوگیا۔ بعد میں حسب موقع و ضرورت بذریعہ وحی نازل ہوتا رہتا۔ دوسری توجیہہ یہ ہے جیسے (فتح محمد صاحبؒ) نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔ ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مقام پر فرمایا:

هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ (۱۳/۱۶) — کیا بینا اور نابینا برابر ہو سکتے ہیں یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہو سکتی ہے۔

اور اِسْتَوٰی عَلٰی کا معنی کسی سواری پر جم کر بیٹھنا ہے۔

اور مقدار یا حالت کو برابر کرنے کے لیے سَوّٰی کا لفظ آتا ہے۔ درج ذیل آیت میں یہ دونوں الفاظ اکٹھے آ گئے ہیں۔

اَلَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ (۸۲/۷) — وہ ذات جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر (تیری حالت کو) درست کیا پھر تجھے برابر (متناسب و متوازن) کیا۔

اور سَوّٰی کا لفظ بھی وسیع المفہوم ہے۔ جس میں پورا کرنا۔ برابر کرنا۔ درست اور ٹھیک ٹھاک کرنا۔ سب کچھ آ جاتا ہے۔

ماحصل: عدل کا تعلق ان چیزوں سے ہے جن میں حواس ظاہرہ سے برابری پیدا کی جا سکے اور سواء حالت اور مقدار میں برابری اور مساوات کو کہتے ہیں۔

۳۷۔ برباد ہونا۔ کرنا (ضائع ہونا۔ کرنا)

کے لیے ضَلَّ اور اَضَلَّ، حَبِطَ اور اَحْبَطَ، بَطَلَ اور اَبْطَلَ اور اَضَاعَ کے الفاظ آئے ہیں:

۱۔ ضَلَّ کے معنی کسی چیز کا ضائع ہو کر دوسرے کے حق میں چلا جانا ہے (م۔ ل) یعنی اپنے وجود کو ختم کر کے یا ملیا میٹ کر کے کسی دوسرے وجود میں مدغم ہو جانا ہے۔ قرآن میں ہے:

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ (۳۲/۱۰) — اور کافر کہنے لگے کہ جب ہم زمین میں رُل مل جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہوں گے؟

پھر بعض دفعہ یہ لفظ صرف کسی چیز کے وجود کے ختم ہو جانے یا ضائع و برباد ہونے کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ (۷/۳۷) — وہ کافر کہیں گے (معلوم نہیں) کہ وہ ہمارے شریک ہم سے کہاں غائب ہو گئے۔ اور اقرار کریں گے کہ بیشک وہ کافر تھے۔

اور ضَلَّ کا لفظ اگرچہ عام ہے جیسا کہ مندرجہ بالا مثالوں سے ظاہر ہے۔ تاہم اس کا اطلاق عموماً راستہ کھو دینے پر ہوتا ہے اور ضَلَّ بمعنی راہ گم کر دینا اور صحیح راہ کا پتہ نہ چل سکنا۔ اور اس کی تلاش میں پھرنا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (۹۳/۷) — اور اللہ نے تجھے بھٹکتا پایا تو راہ سجھائی (عثمانیؒ)

اور اَضَلَّ کا معنی عموماً کسی دوسرے کو راستہ سے بہکا دینا، بھٹکا دینا۔ اور بہکا کر غلط راستے پر ڈال دینا ہے۔ تاہم یہ لفظ اکارت کرنے یا ضائع کرنے کے معنوں میں بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا (۱۸/۴۰) تو وُہ صاف میدان ہو جائے۔ (یعنی ایسا کہ انسان پھسل جائے)
اور اَزْلَقَ کے معنی کسی کو ڈرا کر یا مکر و فریب سے پھسلانا۔ اور اَزْلَقَ بِبَصَرِہٖ محاورہ ہے۔ بمعنی کسی کو غصّہ اور تیز نظروں سے گھورنا۔ (منجد) ارشادِ باری ہے:
وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ (۶۸/۵۱) اور کافر جب نصیحت (کی کتاب) سنتے ہیں تو یُوں لگتے ہیں کہ تم کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے۔ (یعنی تم کو گھور گھور کر اسطرح دیکھتے ہیں کہ تم ڈر کر پھسل جاؤ)

۲- زَلَّ ــ زَلَّ بمعنی پھسلنا اور اپنی جگہ سے ہل جانا۔ اور اس کی ضد رَسَخَ ہے (م ۔ل) اور بعض کے نزدیک اس کے معنی پھسلنا اور گر پڑنا (م ۔ق) ہیں۔ اور اس کی ضد ثبت بھی آتی ہے اور قرآن کریم اسی کی تائید کرتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:
وَلَا تَتَّخِذُوْا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا (۱۶/۹۴) اور اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ نہ بناؤ کہ (لوگوں کے) قدم جمنے کے بعد اکھڑ جائیں۔
اور اَزَلَّ بمعنی کسی دُوسرے کو یوں پھسلانا کہ وُہ اپنی جگہ سے اُکھڑ جائے۔ اور زَلَّ اور اَزَلَّ دونوں ظاہری اور معنوی دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:
فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ (۲/۳۶) پھر شیطان نے دونوں (آدم و حوا) کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش و نشاط) میں تھے اس سے ان کو نکلوا دیا۔

۳- دَحَضَ اور اَدْحَضَ: دحض ہر وہ چیز جو زوال پذیر اور پھسل جانے والی ہو (م ۔ل) اور دَحَضَ بمعنی مذبوح جانور کی طرح پٹخنا اور دَحَضَ الرَّجُل بمعنی آدمی کا پاؤں پھسلا یا اس نے ٹھوکر کھائی (مف) اور دَحَضَتِ الْحُجَّة بمعنی کسی دلیل کا باطل ہونا (منجد) اور اَدْحَضَ بمعنی کسی کو پھسلا دینا۔ ڈگمگا دینا۔ ارشادِ باری ہے:
وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ (۱۸/۵۶) اور جو کافر ہیں وہ باطل (کی سند) سے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو پھسلا دیں۔

۴- ھَالَ (ھیل) ریت یا مٹی کے تودہ سے ریت کا اوپر سے نیچے کو پھسلنا۔ اور الھیل اور الھیال گری ہوئی ریت کو کہتے ہیں (منجد) ارشادِ باری ہے:
وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا (۷۳/۱۴) اور ہو جائیں پہاڑ ریت کے تودے پھسلتے۔

۵- رَاوَدَ: (رود) رَادَ بمعنی کسی شے کی تلاش میں گھومنا اور آنا جانا۔ اور اَرَادَ دل میں کسی خیال کا آنا۔ اور رَاوَدَ بمعنی دوسرے کو ہم خیال یا ہم ارادہ بنانا جبکہ پہلے ہم آہنگی نہ ہو۔ اور اس لفظ کا استعمال بدی اور بدکاری کی ترغیب کے لیے ہوتا ہے یعنی بدکاری کے لیے کسی کو پھسلانا اور بہکانا (مف) ارشادِ باری ہے:
قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ شاہِ مصر نے عورتوں سے پُوچھا کہ بھلا اس وقت کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑے ہوئے حصّہ کے لیے آتا ہے۔

۴۔ چاند

کے لیے قَمَر اور اَھِلَّۃ کے الفاظ آئے ہیں۔
۱۔ اَھِلَّۃ
۲۔ قمر

اَھِلَّۃ : ھِلَال کی جمع ہے۔ اور ھلال بمعنی نیا چاند اور ھَلَّ بمعنی ہلال کا ظاہر ہونا۔ اور اَھَلَّ بمعنی کسی بات کو مشہور کرنا۔ جیسے لوگ نئے چاند دیکھتے وقت ایک دوسرے کو اشارہ سے بتلاتے، دکھاتے اور مشہور کرتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (۲/۱۸۹)

(اے پیغمبرؐ!) لوگ آپ سے نئے چاند کے بارہ میں پوچھتے ہیں (کہ گھٹتا بڑھتا کیوں ہے) تو کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں کے اوقات مقرر کرنے اور حج کا وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں۔

اہل عرب نے چاند کو شکلوں کے لحاظ سے تین حصّوں میں تقسیم کر رکھا تھا ہلال کا وقت ۷ دن ہے۔ تین دن نمودار ہونے کے بعد اور چار دن پہلے۔ چوتھی سے لے کر بارھویں تک اور پھر انیسویں سے لے کر چھبیسویں تک قَمَر ہے۔ اور تیرھویں سے اٹھارہویں تک ایک ہفتہ بَدْر ہے۔ تاہم اس کا عام مستعمل نام قمر ہی ہے۔ اور ہر شکل کے چاند کو قمر کہہ سکتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ (۳۶/۳۹)

اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ (گھٹتے گھٹتے) کھجور کی پرانی خشک ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے

ماحصل: ہر شکل کے چاند کو قمر کہہ سکتے ہیں۔ اور ھلال صرف نئے چاند یا پتلی شکل کے چاند کو کہتے ہیں۔ یعنی چھبیسویں تاریخ کے چاند سے لے کر تیسری تک کا چاند۔

۵۔ چاہنا

کے لیے شَاءَ اور اَرَادَ، اِشْتَھٰی اور بَغٰی، اِبْتَغٰی اور رَغِبَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ شَاءَ : کا مصدر شَیْئٌ ہے بمعنی چیز۔ اور شَیْئٌ وہ ہوتی ہے جس کا علم ہو سکے اور اس کی خبر دی جا سکے (ج اشیاء) (منجد۔مف) اور شِیْئَۃ اور مَشِیْئَۃ اسم ہے بمعنی ارادہ۔ (منجد) اصل میں مشیئۃ کے معنی کسی چیز کی ایجاد یا اس کو پا لینے کے ہیں۔ لیکن ہر چیز کو وجود میں لانے اور اس کا انتظام رکھنے والا چونکہ اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا مشیئت کا لفظ صرف ارادہ الٰہی کے معنوں میں آتا ہے۔

۲۔ اَرَادَ : مشیئتِ الٰہی اور ارادہ الٰہی میں بھی فرق ہے۔ مشیئت ایسا ارادہ ہوتا ہے جو اللہ کے علم اور تقدیر کے مطابق وجود میں آنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی بنا پر کہتے ہیں مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ یعنی اللہ جو چاہے وہی ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا۔ جبکہ ارادہ الٰہی اس کے حتمی وجود کا مقتضی نہیں ہوتا۔ قرآن میں ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص اس کے خلاف کرے اسے جزا و سزا بھی دے۔ چنانچہ ایسے احکام جو آدم سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ تک غیر متبدل رہے ہیں، یہی اصل دین ہے مثلاً شرک کی حرمت، قتل ناحق، چوری، زنا، فواحش وغیرہ سے اجتناب اور آخرت کا محاسبہ وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کو تسلیم کرنے اور فرمانبردار بننے کا نام اسلام ہے۔ ارشادِ باری ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (۳/۱۹) دین تو اللہ کے نزدیک اسلام (فرمانبرداری) ہی ہے۔

۲۔ شَرِيْعَة: شَرَعَ کا لغوی معنی واضح راستہ متعین کرنا (مف) ہے۔ اور شَرِيْعَة سے مراد وہ احکام ہیں جو زمانہ کی ضرورتوں اور احوال و ظروف کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً حضرت آدمؑ کی اولاد میں بہن بھائی کا نکاح جائز تھا کہ یہ ایک اضطراری امر تھا جو بعد کی شریعتوں میں حرام قرار دیا گیا۔ حضرت یعقوبؑ کی زوجیت میں دو حقیقی بہنیں تھیں جو بعد کی شریعتوں میں حرام قرار دی گئیں۔ اسی طرح اس دور میں سجدہ تعظیمی جائز تھا جو بعد میں حرام کر دیا گیا۔ سابقہ شریعتوں میں اموالِ غنیمت سے استفادہ ناجائز تھا جو امت مسلمہ کے لیے حلال قرار دیا گیا۔ غرضیکہ ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ دین اور شریعت کے فرق کو خود رسول اللہ نے ان الفاظ میں سمجھایا کہ:

اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةُ الْعَلَّاتِ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ (متفق علیہ) تمام انبیاء علاتی بھائی (وہ بھائی جن کا باپ ایک اور مائیں الگ الگ ہوں) ہیں۔ کہ ان کی مائیں (شریعتیں) الگ الگ ہیں اور ان کا دین (باپ) ایک ہی ہے۔

اور قرآن میں ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ (۴۲/۱۳) اس (اللہ) نے تمہارے لیے دین سے راہ متعین کی۔

۳۔ مِلَّت: دین اور شریعت میں سب کچھ منزل من اللہ اور الہامی کتاب میں مذکور ہوتا ہے۔ سب سے پہلے نبی خود ان احکام پر عمل پیرا ہونے کا پابند ہوتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ ان احکاماتِ الٰہیہ کی تبلیغ کر کے متبعین کی ایک جماعت بناتا اور ان سب کو ان احکامات کا پابند بناتا اور اسلامی نظام قائم کرتا ہے۔ اس نظام کا نام ملت ہے۔ گویا ملت احکام و فرامین کا نام نہیں بلکہ اس نظام کا نام ہے جس میں نبی امیر، ماموراس نبی کے پیروکار اور ان کا دستور احکام الٰہیہ (دین، شریعت) اور جماعت پر امیر کی اطاعت لازم قرار دی گئی ہے۔ مترجم حضرات مختصراً ملت کا ترجمہ "دین" ہی لکھ دیتے ہیں حالانکہ دین تو سب انبیاء کا ایک ہی ہے البتہ ملت کی نسبت کسی مخصوص نبی ہی کی طرف کی جا سکتی ہے۔ ارشاد باری ہے:

فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔ (۳/۹۵) پس تم ملت ابراہیم کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک اللہ ہی کے ہو گئے تھے۔

ماحصل: (۱) دین: وہ احکام الٰہیہ جو حضرت آدمؑ سے حضرت محمدؐ تک غیر متبدل رہے ہیں اور ان کی اطاعت

(۲) شریعت: وہ احکام الٰہیہ جو احوال و ظروف زمانہ کے متعلق تبدیل ہوتے رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میل جول رکھنے والا۔ خَلِیط وہ لوگ جن کا معاملہ ایک ہو۔ اور اَلْخُلْطَۃ شرکت کو کہتے ہیں (منجد) اور اصطلاحی معنوں میں خلیط بمعنی جزوی شریک کار ہے یعنی ایسے شرکائے کار جن کے کچھ انتظامات تو الگ الگ ہوں اور کچھ اجتماعی ہوں۔ مثلاً زید اور بکر دونوں کے پاس الگ الگ ریوڑ ہیں جو اُن کی اپنی ملکیت ہیں لیکن اُن کی حفاظت کے لیے انہوں نے جگہ مشترکہ طور پر کرا یہ پرلے رکھی ہے یا چرواہے کو مشترکہ معاوضہ ادا کرتے ہیں تو ایسے شریک کار خلیط کہلاتے ہیں (احادیث صحیحہ کی رُو سے ایسے خلطاء کے مشترکہ مال پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے) ارشادِ باری ہے:

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (۳۸/۲۴) — اکثر شریک کار ایک دوسرے پر زیادتی کر جاتے ہیں۔

۲۔ شَرِیْك: بمعنی ساجھی جو ایک دوسرے سے الگ نہ ہو سکیں۔ شراکت مادی بھی ہوتی ہے اور معنوی بھی۔ مادی یہ ہے کہ مثلاً دو آدمی ایک کاروبار میں شریک ہیں اور ان کی ذمہ داریاں اس طرح کی ہیں کہ کسی ایک کے نکل جانے سے نہ کاروبار کا آغاز ہو سکتا ہے اور نہ چل سکتا ہے۔ اسی مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ (۱۷/۱۱۱) — اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتواں ہے اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے

اور معنوی شراکت یہ ہے جیسے انسان اور گھوڑا حیوانیت میں شریک ہیں۔ یہ شراکت صفاتی ہوئی اللہ تعالیٰ اس سے بھی پاک ہے جیسا کہ بہت سی آیتوں سے واضح ہے:

۳۔ اَنْدَادًا: (نِدّ کی جمع) نَدَّ بمعنی سخت نفرت کرنا اور بھاگنا۔ اور نَادَّہٗ بمعنی اس نے مخالفت کی (م۔ق) اور بمعنی کسی کی ذات یا جوہر میں شریک ہونا (مف) گویا نِدّ ساجھی نہیں بلکہ مدمقابل یا رقیب کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی ایک کی تمام تر صفات یا تھوڑی بہت دوسروں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ نظیر۔ (لغت اضداد) بمعنی مخالف اور حریف بھی اور نظیر اور مثل بھی (ک ص)۔ ارشاد باری ہے:

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲/۲۲) — پس کسی کو خدا کا شریک نہ بناؤ اور تم جانتے تو ہو۔

ماحصل: (۱) خَلِیط: جزوی شریک کار (۲) شَرِیْك: کسی ایک کام میں مکمل اشتراک رکھنے والا۔ (۳) نِدّ: ذات اور جوہر میں شریک۔ مدمقابل نظیر کو کہتے ہیں۔

۹ — شعلہ

کے لیے لَھَبٌ، شُوَاظٌ، نُحَاسٌ، مَارِجٌ اور شَرَرٌ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ لَھَبٌ: بمعنی آگ کا حرکت کرنا اور بلند ہونا (فل ۱۷۲) اور بمعنی آگ کی زبان بلند ہونا (م۔ل) شعلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظم (قطار) میں کھڑا کر دیا۔ اور اقطار الدنیا بمعنی دُنیا کے چاروں گوشے۔ علم ہندسہ کی اصطلاح میں وُہ خطِ مستقیم جو مرکز سے گزرتا ہوا دائرہ کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دے (منجد) گویا قطر میں خطِ مستقیم کا تصوّر بھی پایا جاتا ہے اور گول چیز کا بھی۔ اور نیز یہ کہ ایسے قطر ہزاروں کی تعداد میں ہو سکتے ہیں جس میں تمام اطراف و جوانب آجاتی ہیں۔ دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر نیچے سیدھی اور مخالف سمتیں سب آجاتی ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا (۳۳/۱۴)	اور ان منافقین پر مدینہ کے کناروں سے لوگ گھس آتے اور ان سے فتنہ (مسلمانوں کے خلاف سازش یا محاذ آرائی) کو کہا جاتا تو فوراً کرنے لگتے اور اُن کے لیے بہت کم توقف کرتے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا (۵۵/۳۳)	اے گروہ جنّ و انس! اگر تمہیں قدرت ہو کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ۔

۶۔ ارجاء: رَجَا کی جمع ہے۔ بمعنی کسی گول چیز کا کنارہ۔ رَجَا الْبِئْرِ کنویں کا کنارہ۔ اور رَجَا السَّمَاءِ بمعنی آسمان کا کنارہ (مف) قرآن میں ہے:

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓی اَرْجَآئِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ (۶۹/۱۷)	اور فرشتے اس (آسمان) کے کناروں پر ہوں گے اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔

۷۔ شَفَا: یہ لفظ قربِ ہلاکت کے لیے ضرب المثل ہے۔ شَفَا ہر اس چیز کے کنارہ کو کہتے ہیں جو اندر سے خالی اور کھوکھلی ہو۔ اور جس کے کنارے پر کھڑے ہونے سے انسان کو گر کر ہلاک ہونے کا خطرہ رہتا ہو (مف) ارشادِ باری ہے:

وَكُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا (۳/۱۰۳)	اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ (۹/۱۰۹)	یا جس نے ایک گر پڑنے والی کھائی (پنجابی مَن یا مَنی) کے کنارے پر کھڑے ہو کر اس کی بنیاد رکھی۔

۸۔ مَعْزِل: عَزَلَ بمعنی کنارہ کشی کرنا۔ ایک طرف ہونا اور بچ جانا۔ ابن الفارس کے الفاظ میں تَدُلُّ عَلٰی تنحية واماله وابعاد (م۔ل) یعنی معزل وُہ کنارہ ہے جس طرف جانے سے انسان کسی مصیبت سے بچ جائے۔ ارشادِ باری ہے:

وَنَادٰی نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ	اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وُہ ایک کنارے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے رکھ کر غور کرنا اور ایک دوسرے کی رائے لینا (م-ل-مف) اس لفظ کا استعمال عام ہے ارشادِ باری ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ (۳/۱۵۹) — اور ان مسلمانوں سے مشورہ کر لیا کرو اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو اللہ پر بھروسہ رکھو۔

۲- بَيَّتَ : بَاتَ بمعنی رات گزارنا۔ شب بسری کرنا۔ اور بَيَّتَ بمعنی رات کا کچھ حصّہ گزارنے پر گھر پر جمع ہو کر کسی معاملہ میں مشورہ کرنا (م-ل) (اس کا دوسرا معنی شبخون مارنا بھی ہے) ارشادِ باری ہے:

فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ (۴/۸۱) — پھر جب آپ کے ہاں سے اُٹھ کر باہر جاتے ہیں تو ان میں سے ایک فرقہ رات کو مشورہ کرتا ہے جو اس کے سراسر خلاف ہوتا ہے۔ جو تم کہتے ہو۔

بَيَّتَ شبخون مارنے کے معنٰی میں بھی آیا ہے (۲۷/۴۹) مگر یہاں یہ معنٰی زیرِ بحث نہیں۔

۳- تَنَاجٰی : نجو بمعنی دو آدمیوں کے درمیان کا بھید (م-ل-منجد) اور نجوٰی بمعنی راز کی بات - بھید - رازدار - ہمراز اور تَنَاجٰی بمعنی سرگوشی کرنا۔ سرگوشی کے لیے خاص کرنا۔ اپنا رازدار بنانا (منجد) اور نَجِيًّا بمعنی رازداری کا مشورہ (۱۲/۸۰) قرآن میں ہے:

وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ (۵۸/۸) — وُہ آپس میں گناہ کی بات یا سرکشی یا رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں۔

۴- اِئْتَمَرَ : اَمَرَ بمعنی حکم دینا اور اِئْتَمَرَ آپس میں مشورہ کے بعد کسی بات پر متفق ہو جانا اور حکم بجا لانا (مف) اور اِئْتَمَرَ بفلان بمعنی کسی کے قتل کی سازش کرنا (منجد) قرآن میں ہے:

قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ (۲۸/۲۰) — اس شخص نے کہا، اے موسٰیؑ! فرعون کے درباری تمہارے متعلق یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ تمہیں قتل کر دیں۔

ماحصل: (۱) شَاوَرَ : مشورہ کرنا - عام ہے۔ (۲) تَنَاجٰی : دو یا قلیل آدمیوں کے درمیان خفیہ کانا پھوسی۔ (۳) بَيَّتَ : رات کا خفیہ مشورہ۔ (۴) ائتمر : کسی مشورہ پر متفق ہونا یا کسی کے قتل کی سازش کرنا۔

۳۰ — مشہور کرنا

کے لیے شَاعَ (شیع) اَذَاعَ (ذیع) اَرْجَفَ اور اَهَلَّ کے الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں۔

۱- شَاعَ : شَاعَ الْخَبَرُ بمعنی خبر پھیل گئی اور قوت پکڑ گئی۔ شاع القوم بمعنی قوم منتشر ہو گئی اور زیادہ ہو گئی اور الشیاع بمعنی منتشر ہونا اور تقویت دینا (مف) گویا شاع کا لفظ کسی اچھی یا بری بات کے لوگوں میں پھیلنے اور اس کے ساتھ ہی عام ہو جانے کے لیے آتا ہے۔ اسی سے اشاعت مشہور لفظ ہے۔ ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

				آپ کی قوم دوسری بداخلاقیوں کے علاوہ لواطت میں گرفتار بلکہ اس بدفعلی کی موجد بھی تھی۔ لوطؑ کے سمجھانے پر بھی جب یہ لوگ باز نہ آئے۔ تو ان کی بستیوں کو اکھاڑ کر بلندی پر لے جا کر نیچے پٹخ دیا گیا۔ پھر اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی گئی۔ چنانچہ یہ زمین ۴۰۰ کلومیٹر سطح سمندر سے نیچے چلی گئی اور اوپر پانی آگیا۔ یہی پانی بحر میت یا غرقاب لوطی ہے۔
۸	اسماعیلؑ	۱۳۷	۲۰ دو ہزار ق۔م	حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بڑے صاحبزادے مصر میں اقامت کے دوران ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان ماں بیٹے کو مکہ کی بے آب و گیاہ زمین میں لا بسایا۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں زمزم کا چشمہ جاری کر دیا۔ آپ کی پرورش بنو جرہم نے کی۔ جب بڑے ہوئے تو ذبح عظیم کی آزمائش کا واقعہ پیش آیا۔ جب آپ کامیاب اترے اور ذبیح اللہ کا لقب پایا۔ بعد ازاں آپ نے اپنے باپ حضرت ابراہیم کے تعاون سے خانہ کعبہ تعمیر کیا اور اس کی خدمت پر مامور ہوئے۔ یہی علاقہ آپ کی تبلیغ کا مرکز قرار پایا۔
۹	اسحاقؑ	۱۸۰	۲۰ ایضاً	حضرت ابراہیمؑ کے دوسرے صاحبزادے بموجب بشارت حضرت سارہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ فلسطین کا علاقہ آپ کی تبلیغ کا مرکز، اور بیت المقدس کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ بعد میں سوائے نبی آخر الزمان باقی سب انبیاء آپ کی اولاد سے ہوئے اور اسی علاقہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کے پہلو میں دفن ہوئے۔
۱۰	یعقوبؑ	۱۴۷	۲۱	حضرت اسحاقؑ کے صاحبزادے۔ علاقہ کنعان کی طرف مبعوث ہوئے۔ بعد میں ہجرت کر کے فدان آئے۔ آپ کا دوسرا نام اسرائیل ہے۔ آخر عمر میں حضرت یوسفؑ کی دعوت پر مصر میں جا کر آباد ہوئے۔ لیکن آپ کی لاش کو آپ کی وصیت کے مطابق قدس خلیل میں ہی لا کر حضرت اسحاقؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔
۱۱	یوسفؑ	۱۱۰	۲۲	حضرت یعقوبؑ کے بیٹے کنعان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی داستان زندگی زبان زد ہے۔ ۱۷ سال کی عمر میں چاہ میں ڈالے گئے۔ تقریباً ۷ سال عزیز مصر کے ہاں رہے، پھر ۷ سال قید میں۔ پھر ۸ سال بعد آپ نے ایام خوشحالی میں اور دور بادشاہت میں اپنے والدین اور بھائیوں کو بلایا۔ والدین سے فرقت کا زمانہ ۲۲ سال ہے۔ آپ بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی۔ اسی سرزمین میں مدفون ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ جب مصر سے نکلے تو آپ کی قبر سے تابوت نکال کر ساتھ لے گئے۔ اور مشہد خلیل میں آباء و اجداد کے ساتھ دفن کیا۔
۱۲	ایوبؑ	۱۴۰	۲۴ ۱۵۲۰ ق۔م	آپ کثرت اموال و اراضی میں مشہور تھے۔ پھر اللہ کی طرف سے ابتلاء کا دور جو آیا تو ہر چیز ہاتھ سے نکل گئی اور ایسے بیمار پڑے کہ ایک بیوی کے سوا سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔ پھر آپ نے صبر و استقامت کا ایسا بے مثال مظاہرہ کیا، جو ضرب المثل بن چکا ہے۔ صحیح روایات کے مطابق آپ کے ابتلاء کا دور ۱۳ سال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ